مختصر المعانی کے نوٹس (سوالاً جواباً)

* احوال المسند *

سوال 1: صاحب مختصر المعانی کا تعارف تحریر کریں۔

جواب: نام و نسب: علامہ امام مسعود بن عمر بن عبداللہ، شیخ سعدالدین تفتازانی، علمِ نحو، صرف، معانی، بیان علم منطق وغیرہ کے عالم تھے۔

پیدائش اور پرورش: شیخ سعدالدین تفتازانی کی ولادت سات سو بارہ سن ھجری صفر کے مہینے میں ملک "خراسان" کے "تفتازان" میں ہوئی اور "سرخس" میں رہائش اختیار کی۔

آپ کی اہم ترین تصنیفات میں سے یہ ہیں: مختلف علوم میں آپ کی عظیم کتابیں ہیں جو علم و ادب کے شعبوں میں آپ کی مہارت پر دلالت کرتی ہیں،

①شرح العضد ②المطوّل ③مختصر المعانی ④التلویح فی شرح التوضیح ⑤ شرح العقائد النسفیة ⑥ المقاصد ⑦شرح الشمسیة فی المنطق ⑧ شرح تصریف الزنجانی ⑨الارشاد فی النحو ⑩تھذیب المنطق والکلام۔

مسلک: علماء نے آپ کے مسلک کے بارے میں اختلاف کیا ہے، جیسا کہ صاحبِ البحر الرائق" اور علامہ علی القاری نے آپ کو حنفی قرار دیا ہے اور صاحبِ "کشف الظنون" حسن چلبی اور امام جلال الدین السیوطی نے آپ کو شافعی قرار دیا۔

آپ کا وصال: آپ کی تاریخ وصال کے بارے میں اختلاف ہے، کہا جاتا ہے کہ آپ کا وصال سات سو بانوے ہجری میں ہوا اور کہا جاتا ہے کہ آپ کا وصال سات سو اکانوے ہجری میں ہوا۔

ابتدائی حالات: ابتداءً قاضی عَضُدُالدین کے حلقۂ درس میں آپ سے زیادہ کند ذہن کوئی نہ تھا، مگر مطالعۂ کتب میں سب سے آگے تھے۔ایک مرتبہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ سعدالدین! چلو سیر کر آئیں، جواب دیا کہ میں سیر و تفریح کیلئے پیدا نہیں کیا گیا، میں انتہائی محنت کے باوجود کتابیں نہیں سمجھ پاتا، تفریح کروں گا تو کیاحال ہو گا؟ وہ شخص چلا گیا، المختصر دوسری، پھر تیسری مرتبہ انکار کرنے پر اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرما رہے ہیں، آپ گھبرا کر اٹھے اور ننگے پاؤں چل پڑے، شہر کے باہر درختوں کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام ساتھ تشریف فرما تھے، آپ کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تم کو بار بار بلایا، تم نہیں آئے، عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ یاد فرما رہے ہیں، اس کے بعد آپ نے اپنی کند ذہنی کی شکایت کی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِفْتَحْ فَمَكَ منہ کھولو، آپ نے منہ کھولا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دَہن آپ کے منہ میں ڈالا اور دعا دے کر فرمایا کہ جاؤ، بیدار ہوکر جب آپ اپنے استاذ قاضی عضد الدین کی مجلس میں حاضر ہوئے تو اثنائے درس میں آپ نے کئی اشکالات کئے تو ساتھیوں نے خیال کیا کہ یہ سب بے معنیٰ اشکالات ہیں، مگر استاذ سمجھ گئے اور فرمایا يَاسَعْدُ ! اِنَّكَ اَلْيَوْمَ غَيْرُكَ فِيمَامَضٰى اے سعد آج تم وہ نہیں ہو جو اس سے پہلے تھے، تو آپ نے واقعہ سنایا۔

سوال 2: ترکِ مسند یعنی حذفِ مسند کے فوائد مع امثلہ بیان کریں ۔

جواب: ①وَاِنِّیْ وَقَيَّارٌ بِهَالَغَرِيْبُ (پس قَيَّارٌ کا مسند غَرِيْبٌ وزن شعر کی محافظت کے سبب مقام کے تنگ ہونے کی وجہ سے حذف کیا)②نَحْنُ بِمَاعِنْدَنَاوَاَنْتَ بِمَاعِنْدَكَ رَاضٍ وَالرَّأْیُ مُخْتَلِفُ (ہم اس چیز کے ساتھ راضی ہیں جو ہمارے پاس ہے اور تو اس چیز کے ساتھ راضی ہے جو تیرے پاس ہے اور رائے مختلف ہے) (نَحْنُ مبتدا کی خبر رَاضُوْنَ کو وزن شعر کی محافظت کے سبب مقام کے تنگ ہونے کی وجہ سے حذف کیا) ③زَيْدٌ مُنْطَلِقٌ وَعَمْرٌو (عَمْرٌو کے مسند مُنْطَلِقٌ کو اختصار کی وجہ سے حذف کیا) ④خَرَجْتُ فَاِذَازَيْدٌ

(زَيْدٌ کے مسندمَوْجُوْدٌ کواستعمال کی پیروی کی وجہ سے حذف کیا) ⑤اِنَّ مَحِلًّاوَاِنَّ مُرْتَحَلًا ای اِنَّ لَنَافِی الدُّنْیَاوَلَنَاعَنْھَا (اِنَّ کی خبر لَنَا کو اس استعمال کی پیروی کی وجہ سے حذف کیا جو اس کے نظائر کے ترک پر وارد ہے) ⑥﴿قُلْ لَّوْاَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِرَبِّيْ﴾ (اصل لَوْتَمْلِكُوْنَ ہے،مُفَسِّر کے موجود ہونے کے سبب، عبث سے بچنے کیلئے سے تَمْلِكُوْنَ کوحذف کیا)

سوال3: فَاِنِّيْ وَقَيَّارٌ بِهَا لَغَرِيْبُ یہ کس شاعر کا شعر ہے؟

جواب: یہ ضابئ بن حارث کا شعر ہے۔

سوال4: وَمَنْ يَّكُ اَمْسٰى بِالْمَدِيْنَةِ رَحْلُهٗ فَاِنِّيْ وَقَيَّارٌ بِهَا لَغَرِيْبُ؛ ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: وہ شخص جس کی شام ہوئی ہے اس حال میں کہ اس کا مدینے میں ٹھکانا ہے (یہ جملہ شرط ہے جس کی جزا محذوف ہے یعنی حَسُنَتْ حَالُهٗ وَسَاءَتْ حَالِيْ؛ اس کا حال اچھا ہے اور میرا حال برا ہے) کیونکہ میں اور قیار اس (مدینہ) میں مسافر ہیں۔

سوال5: فَاِنِّيْ وَقَيَّارٌ بِهَا لَغَرِيْبُ؛ کی ترکیب تحریر کریں۔ جواب: اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل، یاء ضمیر متصل حرفِ مشبہ بالفعل کا اسم، قَيَّارٌ محذوف حرفِ مشبہ بالفعل کی خبر، حرفِ مشبہ بالفعل اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واوٴ عاطفہ، قَيَّارٌ مبتدا، بِهَا جار ومجرور مل کر لَغَرِيْبُ کے ظرف لغو مقدم، لَغَرِيْبُ اپنے ظرف مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف ہوا۔

سوال6: لأنّ اذا المفاجأةِ تدلّ علی مطلق الوجود وقد ینضمّ الیها قرائن تدلّ علی نوع خصوصیّة ترجمہ کریں۔

جواب: اس لیے کہ اذا مفاجاتیہ مطلق وجود پر دلالت کرتی ہے اور کبھی اس کے ساتھ ایسے قرائن مل جاتے ہیں جو نوع مخصوص پر دلالت کرتے ہیں۔

سوال7: اِنَّ مَحَلًّا وَاِنَّ مُرْتَحَلًا شعر مکمل کرکے ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: اِنَّ مَحَلًّا وَاِنَّ مُرْتَحَلًا وَاِنَّ فِي السَّفْرِ اِذْ مَضَوْا مَهَلًا (بے شک ہمارے لئے دنیا میں آنا اور چلے جانا ہے اور بے شک مسافر جب چل بسے تو ان کے لئے واپسی نہیں)

سوال8: فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ یحتمل الامرین؛ امرین کی وضاحت مع مثال تحریر کریں۔

جواب: فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ دو امروں کا احتمال رکھتا ہے کہ یا تو مسند حذف ہے جیسے فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ اَجْمَلُ (صبر جمیل بہت اچھا ہے) یا مسندالیہ حذف ہے جیسے فَاَمْرِیْ صَبْرٌ جَمِيْلٌ (میرا معاملہ صبر جمیل ہے)۔ لہٰذا حذف میں کثیر فائدہ ہے کہ کلام کو دونوں معانی میں سے ہر ایک پر محمول کرنے کا امکان ہے۔

سوال9: ولابدّ من قرینة کوقوع الکلام جوابًا لسؤال محقّق...أو مقدّر۔ امثلہ بیان کرتے ہوئے وضاحت کریں ۔

جواب: حذف کیلئے قرینے کا ہونا ضروری ہے جیسے کلام کا (ا)سوالِ مُحَقَّق (یعنی مذکور) کاجواب واقع ہوناہے:﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾اَیْ: خَلَقَهُنَّ اللّٰهُ یا(۲)سوالِ مُقَدَّر (یعنی محذوف) کاجواب واقع ہوناہے: لِيُبْكَ يَزِيْدُ ضَارِعٌ لِخُصُوْمَةٍ.(چاہیے کہ یزید کورویاجائے،جگڑے کے وقت عاجز آنے والا اُسے روئے) جب مَجْهُول صیغہ لایاگیاتو اِبْہَام واقع ہوا اور سُوال پیدا ہوا کہ مَنْ يَّبْكِيْهِ اُسے کون روئے؟ تو کہا ضَارِعٌ ای يَبْكِيْهِ ضَارِعٌ۔

سوال 10: وَلِيُبْكَ يَزِيْدُ شعر مکمل کرکے ترجمہ کریں۔

جواب: وَلِيُبْكَ يَزِيْدُ ضَارِعٌ لِخُصُوْمَةٍ وَمُخْتَبِطٌ مِمَّا تُطِيْحُ الطَّوَائِحُ. چاہیے کہ یزید کو رویا جائے، جگڑے کی وجہ سے عاجز آنے والا اور سائلِ بے وسیلہ (روئے)

کیونکہ حوادث نے اس کے مال کو ہلاک کر دیا ہے۔

سوال11 : مختصر کی روشنی میں مسند کو ذکر کرنے کی وجوہات مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: ① ذِکر کے اَصل ہونے کی وجہ سے، باوجود اس کے کہ اصل سے پھرنے کا تقاضا کرنے والا کوئی نہیں: زَیْدٌ صَالِحٌ ② قرینہ پر اعتماد کے کمزور ہونے کی وجہ سے اِحتیاط کیلئے: وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ؟ کے جواب میں خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ کہنا ③ سامع کی کُند ذِہنی کی طرف اشارہ کرنا جیسے مَنْ نَبِيُّكُمْ کے جواب میں مُحَمَّدٌ نَبِيُّنَا صلی اللہ علیہ وسلم کہنا ④ تاکہ مُسنَد کا اسم ہونا مُتَعَیَّن ہو جائے: زَیْدٌ عَالِمٌ ⑤ مُسنَد کا فعل ہونا مُتَعَیَّن ہو جائے: زَیْدٌ عَلِمَ۔

سوال12: مسند کو مفرد لانے کی اغراض تحریر کریں۔

جواب: مسند کو مفرد لانا تقویتِ حکم کے فائدہ نہ دینے کے ساتھ مسند کے غیر سببی ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے، جیسے زَیْدٌ مُنْطَلِقٌ اَبُوْهُ۔ (کیونکہ اگر مسند سببی ہو یا مفیدِ تقوی ہو تو وہ قطعی طور پر جملہ ہو گا)

سوال13: مسند سببی کی تعریف کریں۔

جواب: ممکن ہے کہ مسندِ سببی کی تفسیر ایسے جملے سے کی جائے جو مبتدا پر ایسے عائد کے ذریعے معلق ہو جو عائد اس جملے میں مسندالیہ نہ ہو جیسے زَیْدٌ اَبُوْهُ مُنْطَلِقٌ، زَیْدٌ اِنْطَلَقَ اَبُوْهُ، زَیْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ۔

سوال14: مسند کے فعل ہونے کی اغراض مع امثلہ بیان کریں ۔

جواب: مُسنَد کا فِعل ہونا، مسند کو تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مختصر طریقے پر سمیت فائدۂ تَجَدُّد کے مُقَیَّد کرنے کیلئے ہوتا ہے: اَوَكُلَّمَا وَرَدَتْ عُكَاظَ قَبِيْلَةٌ بَعَثُوْا اِلَيَّ عَرِيْفَهُمْ يَتَوَسَّمُ. (جب بازارِ عُکاظ میں کوئی قبیلہ آتا ہے تو میری طرف اپنے سردار کو بھیجتا ہے جو مجھے بغور بار بار دیکھتا ہے)

سوال15: ماضی، حال اور مستقبل کی تعریفات کریں۔

جواب: ماضی: وہ زمانہ ہے جو اِس زمانے سے پہلے ہے جس میں تو ہے۔۔حال: بغیر مہلت و تراخی کے آگے پیچھے آنے والے ماضی کے آخری اور مستقبل کے ابتدائی اجزاء ہیں۔ مستقبل وہ زمانہ ہے جس کے وجود کا اس زمانے کے بعد انتظار کیا جائے۔

سوال16: لِكَوْنِهٖ كَمًّا غَيْرَ قَارِّ الذَّاتِ کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: کیوں کہ زمانہ وہ مقدار ہے جس کے اجزاء وجود میں جمع نہیں ہوتے۔

سوال17: مسند کو اسم لانے کی اغراض تحریر کریں۔

جواب: مُسنَد کا اسم ہونا اِن دونوں (تَقْیِید اور تَجَدُّد) کے عَدَم کا فائِدہ دینے کیلئے ہوتا ہے: لَا يَاْلَفُ الدِّرْهَمُ الْمَضْرُوْبُ صُرَّتَنَا لٰكِنْ يَمُرُّ عَلَيْهَا وَهُوَ مُنْطَلِقُ۔ (ڈھلا ہوا (مُہر زدہ) درہم ہماری تھیلی سے محبت نہیں کرتا لیکن وہ تھیلی پر چلتے ہوئے گزر جاتا ہے)۔

سوال18 : فعل کو مفعول کے ساتھ مقید کرنے کا فائدہ تحریر کریں۔

جواب: فعل کو مفعول کی ساتھ مقید کرنا فائدہ بڑھانے کیلئے ہوتا ہے، کیونکہ حکم میں جب قید زیادہ ہوگی تو غرابت زیادہ ہوگی اور جب غرابت زیادہ ہوگی تو

فائدہ زیادہ ہوگا جیسے فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ حَفِظَ التَّوْرَاةَ سَنَةً كَذَا فِيْ بَلْدَةٍ كَذَا۔ فُلاں بن فلاں نے فُلاں سال میں فُلاں شہر میں تورات کو یاد کیا۔

سوال19: وَالْمُقَيَّدُ فِيْ نَحْوِ: كَانَ زَيْدٌ مُنْطَلِقًا هُوَ مُنْطَلِقًا لَا كَانَ. کی وضاحت کریں۔

جواب: كَانَ زَيْدٌ مُنْطَلِقًا کی مثل میں مُنْطَلِقًا مقیّد ہے نہ کہ كَانَ۔ کیونکہ اصل میں زَيْدٌ مُنْطَلِقٌ تھا، زَيْدٌ مسند الیہ اور مُنْطَلِقٌ مسند ہے (اتنے حصے سے نفسِ حکم یعنی زید چلنے والا ہے، حاصل ہوگیا) جبکہ كَانَ زمانۂ ماضی پر دلالت کرنے کیلئے مُنْطَلِقٌ کی قید ہے جس نے اِنطلاق کو زمانۂ ماضی کے ساتھ مقید کردیا جیسے زَيْدٌ مُنْطَلِقٌ فِي الزَّمَانِ الْمَاضِيْ۔ لہٰذا كَانَ کے ساتھ مُنْطَلِقٌ کی تقیید فائدہ بڑھانے کیلئے ہے۔

سوال20: وَاَمَّا تَرْكُهٗ اَيْ: تَرْكُ التَّقْيِيْدِ فَلِمَانِعٍ مِنْهَا عبارت کی وضاحت کریں۔

جواب: مسند کی تقیید کو ترک کرنا زیادتِ فائدہ سے مانع کی وجہ سے ہے جیسے مدت کے گزرنے کا خوف فرصت کے ختم ہونے کا خوف (جیسے شکاری اَلْغَزَالُ وَقَعَ کہے اور فِي الشَّرَكِ کو چھوڑ دے، ہرن پھنس گیا۔۔جال میں) یا اس بات کا ارادہ کرنا کہ حاضرین فعل کے زمانے، فعل کے مکان، فعل کے مفعول پر مطلع نہ ہوں (جیسے زَيْدٌ نَصَرَ. فعل کے مفعول ومکان وغیرہ کو ذکر نہیں کیا) یا مقیّدات کا علم نہ ہو (جیسے اَعْطَيْتُ لیکن عدمِ علم کی وجہ سے فعل کے مفعول ومکان وغیرہ کو ذکر نہیں کیا)

سوال21: وَاَمَّا تَقْيِيْدُهٗ اَيِ: الْفِعْلِ بِالشَّرْطِ مِثْلُ اُكْرِمُكَ اِنْ تُكْرِمْنِيْ وَاِنْ تُكْرِمْنِيْ اُكْرِمُكَ فَلِاِعْتِبَارَاتٍ وَحَالَاتٍ تَقْتَضِيْ تَقْيِيْدَهٗ بِهٖ عبارت کا ترجمہ کریں۔

جواب: فعل کو شرط کے ساتھ مقید کرنا (جیسے میں تیرا اکرام کروں گا اگر تو میرا اکرام کرے گا اور اگر تو میری تعظیم کرے گا تو میں تیری تعظیم کروں گا) ان اعتبارات و حالات کی وجہ سے ہے جو فعل کو شرط کے ساتھ مقید کرنے کا تقاضا کرتے ہیں۔

سوال22: شرط و جزا کے بارے میں اہلِ عربیت و مناطقہ کا اختلاف تحریر کریں۔

جواب: عربوں کے عرف میں شرط، حکمِ جزا کیلئے قید ہوتی ہے، اصلِ کلام جزا ہے۔ اور کلام جو کہ جزا ہے وہ تقیید بالشرط سے سابقہ حالتِ خبریت اور انشائیت سے خارج نہیں ہوتا بلکہ جزا اگر تقیید بالشرط سے پہلے خبر تھی تو تقیید بالشرط کے بعد بھی خبر رہے گی پس جملہ شرطیہ خبریہ ہوگا جیسے اِنْ جِئْتَنِيْ اُكْرِمُكَ اور اگر جزا تقیید بالشرط سے پہلے انشاء تھی تو تقیید بالشرط کے بعد بھی انشاء ہوگی پس جملہ شرطیہ انشائیہ ہوگا جیسے اِنْ جَاءَكَ زَيْدٌ فَاَكْرِمْهُ۔

جبکہ مناطقہ کے ہاں شرط و جزا میں سے ہر ایک خبریت اور صدق و کذب کے احتمال سے خارج ہے اور حکم، شرط و جزا کا مجموعہ ہے جس میں اول (شرط) کیلئے ثانی (جزا) کے لزوم کا حکم ہے۔۔جیسا کہ جب تو نے کہا كُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ (جب سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا) تو عربوں کے نزدیک اَلنَّهَارُ محکوم علیہ ہے، اور مَوْجُوْدٌ محکوم بہ ہے، اور شرط (طلوعِ شمس) اِس (جزا) کیلئے قید ہے۔ اور قضیہ کا مفہوم: وجود، نہار کیلئے ثابت ہے طلوعِ شمس کی تقدیر پر، پس جزا باقی ہے اس خبریت پر جس پر وہ پہلے تھی۔۔اور مناطقہ کے نزدیک (شرط) طلوعِ شمس، محکوم علیہ ہے اور (جزا) وجودِ نہار، محکوم بہ ہے اور قضیہ کا مفہوم: شرط کیلئے جزا کے لزوم کا حکم ہے، پس طرفین میں سے ہر ایک خبریت سے نکل جائے گا۔

سوال23: اِنْ، اِذَا کے درمیان فرق بیان کریں۔

جواب: اِنْ اور اِذَا زمانۂ مستقبل میں شرط کیلئے ہیں لیکن اِنْ کی اصل وقوعِ شرط کا یقین نہ ہونا ہے اور اِذَا کی اصل وقوعِ شرط کا یقین ہے پس اِنْ اور اِذَا معنیٔ استقبال میں شریک ہیں، کیونکہ اِنْ کی اصل وقوعِ شرط کا عدمِ یقین ہے اسی لئے حکمِ نادر اِنْ کے واقع ہونے کی جگہ ہوگا (حکمِ نادر اِنْ کا موقع ہوگا) اور اِذَا کی اصل چونکہ وقوعِ شرط کا یقین ہے، لفظِ ماضی کو اِذَا کے ساتھ غلبہ دیا گیا ہے، جیسے فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ۔(تو

جب انہیں بھلائی ملتی تو کہتے یہ ہمارے لئے ہے اور جب برائی پہنچتی تو اسے موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے) پس جانبِ حَسَنَة میں اِذَا کے ساتھ لفظِ ماضی جَآءَتْ لایا گیا ہے کیونکہ حَسَنَة سے مراد مطلق حَسَنَة ہے جس کا حصول قطعی ہے اسی وجہ سے اَلْحَسَنَة کو تعریفِ جنس کے ساتھ لایا گیا کیونکہ جنس کا وقوع کثرت و وسعت کی وجہ سے واجب جیسا ہوجاتا ہے کہ جنس کا تحقق و ثبوت ہر نوع میں ہوتا ہے اور جانبِ سَيِّئَة میں اِنْ کے ساتھ لفظِ مضارع تُصِبْ لایا گیا ہے کیونکہ سَيِّئَة، حَسَنَة مُطلقہ کی بنسبت نادر الوقوع ہے، اسی وجہ سے سَيِّئَةٌ کو نکرہ لایا گیا تاکہ اس کی تنکیر، تقلیل پر دلالت کرے۔

سوال24: وقد تُستعمَل إنْ فی الجزْم۔ ان کو مقامِ جزم میں استعمال کرنے کی کوئی سی پانچ صورتوں کی وضاحت کریں۔

جواب: کبھی کلمۂ اِنْ کو مقامِ یقین میں بھی استعمال کیاجاتاہے، ① ناواقفی ظاہر کرنے کیلئے: (جیسا کہ جب غلام سے اس کے آقا کے بارے میں دریافت کیا جائے کہ کیا وہ گھر میں ہے؟ اور غلام کو یقین ہے کہ وہ گھر میں ہے، لیکن غلام، آقا سے خوف کی وجہ سے ناواقفی ظاہر کرتے ہوئے کہتا ہے) اِنْ کَانَ فِیْهَا اُخْبِرُكَ ② مخاطب کے یقین کے نہ ہونے کی وجہ سے: اِنْ صَدَقْتُ فَمَاذَا تَفْعَلُ (کلام اس کے اعتقاد کے طریقے پر جاری ہوا ہے حالانکہ تجھے اپنا سچا ہونے کا یقین ہے) ③ علم کے تقاضے کی مخالفت کرنے کے سبب مخاطب کو جاہِل کے مرتبے میں اتارنے کیلئے: اِنْ کَانَ اَبَاكَ فَلَا تُؤْذِهٖ (اگر وہ تیرا باپ ہے تو اسے اذیت نہ دے) ④ مخاطب کو شرط پر عار دلانے کیلئے یا اِس بات کی منظر کشی کیلئے کہ مقام ایسے دلائل پر مُشْتَمِل ہونے کی وجہ سے جو شرط کو اِس کی اصل سے اُکھاڑ دے، مقام شرط کو فرض کرنے کی ہی صَلاحِیت رکھتاہے جیساکہ محال کو فرض کیاجاتاہے ﴿اَفَنَضْرِبُ عَنكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اِنْ كُنتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ﴾ (اس کی قراءت میں جس نے اِنْ کو کسرہ کے ساتھ پڑھاہے؛ تو کیا ہم تم سے قرآن کا نزول روک دیں اگر تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو؟) ⑤ غیرِ مُتَّصِف بِالشَّرْط کو مُتَّصِف بِالشَّرْط پر غلبہ دینے کیلئے: اِنْ قُمْتُمَا كَانَ كَذَا (اگر تم دونوں کھڑے ہوئے تو ایسا ہوگا) (جبکہ زید کیلئے قیام، یقینی طور پر حاصل ہے اور عمرو کیلئے غیر یقینی ہے، پھر ان دونوں سے کہا گیا)

سوال25: وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا میں کلمۂ اِنْ کے بارے میں کوفیوں کا کیا مؤقف ہے؟

جواب: کوفیوں نے کہا کہ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ میں اِنْ، اِذَا کے معنیٰ میں ہے۔

سوال26: کیا کلمۂ اِنْ، کَانَ کو مستقبل کے معنیٰ میں نہیں کرتا؟

جواب: جی ہاں! مُبَرّد اور زجاج نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ کلمۂ اِنْ، کَانَ کو مستقبل کے معنیٰ میں نہیں کرتا، کیونکہ اِنْ کی دلالت معنیٔ ماضی پر قوی ہے۔

سوال27: کیا آیتِ کریمہ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا میں اِنْ کے استعمال کیلئے تغلیب کفایت کرتی ہے؟

جواب: صاحبِ تلخیص المفتاح نے کہا تھا وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَحْتَمِلُهُمَا یعنی آیت مذکورہ توبیخ اور تغلیب دونوں کا احتمال رکھتی ہے، تو صاحبِ مختصر المعانی نے جواب دیا کہ یہاں کلمہ اِنْ کے استعمال کیلئے صرف تغلیب کافی نہیں، بلکہ یوں کہا جائے گا کہ جب تغلیب کی وجہ سے سب لوگ غیرِ مرتابین (شک نہ کرنے والے) ہوگئے تو شرط (شک کرنے) کا عدمِ وقوع قطعی ہوگیا اور بطریقِ فرض، مقابل کو خاموش کرنے کیلئے کلمہ اِنْ کو استعمال کیا گیا ہے۔

سوال28: محال کو مشکوک کے مرتبے میں اتار کر مخاطبین کو خاموش کرانے کیلئے بطریقِ فرض کلمۂ اِن کے استعمال کی مثال تحریر کریں۔

جواب: قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ (تم فرماؤ: (ایک ناممکن بات کو فرض کرکے کہتا ہوں کہ) اگر رحمٰن کے کوئی بیٹاہوتا تو سب سے پہلے میں (اس کی) عبادت کرنے والا ہوتا) رحمٰن کیلئے ولد ہونا محال ہے، لیکن محال کو مشکوک کے مرتبے میں اتار کر مخاطبین کو خاموش کرانے کیلئے بطریقِ فرض کلمۂ اِنْ کے استعمال کیا گیا ہے۔

سوال29: والتغلیب باب واسع یجری فی فنون کثیرۃ۔ مختصر کی روشنی میں کم از کم تین مثالیں بیان کرتے ہوئے وضاحت کریں۔

جواب:تغلیب، بڑا وسیع باب ہے جو کئی فنون میں جاری ہوتا ہے① مذکر کو مؤنث پر غلبہ دیا جائے (صفتِ مُشْتَرَک میں) جیسے﴿وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ﴾ (مذکر کو مؤنث پر غلبہ دیا گیا اس طور پر کہ جو صفت ان دونوں میں مشترک تھی، اسے مؤنث پر ایسے ہی جاری کیا جس طرح خاص طور پر مذکر پر جاری ہوتی ہے،قنوت ان صفات میں سے ہے جس کے ساتھ مذکر ومؤنث دونوں موصوف ہوتے ہیں لیکن لفظ قَانِتِیْن صرف مذکرین پر جاری ہوتا ہے) ② جانبِ معنیٰ کو جانبِ لفظ پر غلبہ دیا جائے جیسے ﴿بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾ (جبکہ قیاس یائے غیبت کے ساتھ یَجْھَلُوْنَ ہے کیونکہ ضمیر لفظِ قوم کی طرف راجع ہے اور لفظِ قوم اسمِ ظاہر ہونے کی وجہ سے غائب کے حکم میں ہے لیکن معنًی مخاطبین مراد ہیں لہٰذا جانبِ معنٰی(خطاب) کو جانبِ لفظ (غَیْبَت) پر غلبہ دیا گیا ہے) ③ مذکر کو مؤنث پر غلبہ دیا جائے، (صفت غیرِ مُشْتَرَک میں) جیسے اَبَوَانِ (ماں باپ کیلئے) اور اَلْقَمَرَیْنِ (چاند سورج کیلئے) ④ لفظِ مُفْرَد کو لفظِ مُرکب پر غلبہ دیا جائے جیسے اَلْعُمَرَیْنِ (ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہ کیلئے)

سوال30: تغلیب کی صورت و کیفیت تحریر کریں۔

جواب: دو مصاحب (عُمَرَیْنِ) اور دو مشابہ (قَمَرَیْنِ) چیزوں میں سے ایک چیز (مثلاً قَمَر) کو دوسری چیز (شَمْس) پر غلبہ دے دیا جائے، اس طور پر کہ دوسری چیز (شَمْس) کو پہلی چیز (قَمَر) کے ساتھ نام میں متفق کر دیا جائے (قَمَر+قَمَر) پھر اِسے تثنیہ بنا دیا جائے (قَمَرَیْنِ) اور دونوں (شَمْس وقَمَر) کا ارادہ کیا جائے۔

سوال31 :وَلِكَوْنِهِمَا) اَيْ: اِنْ وَاِذَا (لِتَعْلِيْقِ اَمْرٍ) هُوَ حُصُوْلُ مَضْمُوْنِ الْجَزَاءِ (بِغَيْرِهٖ) يَعْنِيْ: حُصُوْلَ مَضْمُوْنِ الشَّرْطِ (فِي الْاِسْتِقْبَالِ) كَانَ كُلٌّ مِنْ جُمْلَتَيْ كُلٍّ) مِنْ اِنْ وَاِذَا يَعْنِيْ: الشَّرْطَ وَالْجَزَاءَ (فِعْلِيَّةً اِسْتِقْبَالِيَّةً) (وَلَا يُخَالَفُ ذٰلِكَ لَفْظًا اِلَّا لِنُكْتَةٍ) عبارت کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: (اور اس لئے کہ وہ دونوں) یعنی اِنْ اور اِذَا (ایک امر کو) جو مضمونِ جزا کا حصول ہے اس کو (آئندہ زمانے میں اس کے علاوہ پر) یعنی مضمونِ شرط کے حصول فِي الْاِسْتِقْبَال پر (معلق کرنے کیلئے ہیں، تو ان دونوں) یعنی اِنْ اور اِذَا (میں سے ہر ایک کے دو جملوں) یعنی شرط و جزا (میں سے ہر ایک، جملہ فعلیہ استقبالیہ ہوگا)، (اور کسی نکتہ کی وجہ ہی سے لفظاً اس کی مخالفت ہوگی)

سوال32: وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ اِنْ فِيْ غَيْرِ الْاِسْتِقْبَالِ قِيَاسًا مُطَّرِدًا کی وضاحت کریں۔

جواب: کبھی کلمہ اِنْ غیر استقبال(یعنی لفظاً ومعنًی ماضی) میں قیاسًا عمومی طور پر استعمال ہوتا ہے ① جب فعلِ کَانَ کے ساتھ ہو جیسے﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ﴾ ② کلمہ اِنْ کو جب واوٴ حالیہ کے بعد مقامِ تاکید میں صرف ربط و وصل کیلئے لایا جائے، شرط کیلئے نہ لایا جائے جیسے زَيْدٌ وَاِنْ كَثُرَ مَالُهٗ بَخِيْلٌ (زید اگرچہ اس کا مال کثیر ہے لیکن بخیل ہے) وَعَمْرٌو وَاِنْ اُعْطِيَ جَاهًا لَئِيْمٌ (اور عمرو اگرچہ اسے مرتبہ عطا کیا گیا لیکن گھٹیا ہے) ۔۔ان دو موقعوں کے علاوہ میں اِنْ غیر استقبال میں بہت ہی کم استعمال ہوتا ہے جیسے شاعر کا قول فَيَا وَطَنِيْ اِنْ فَاتَنِيْ بِكَ سَابِقٌ مِنَ الدَّهْرِ فَلْيَنْعَمْ لِسَاكِنِكَ الْبَالُ (اے میرے وطن اگر میرے تیرے ساتھ رہنے کو سابقہ زمانے نے فوت کر دیا تو چاہئے کہ تجھ میں رہنے والے کا دل خوش رہے)

سوال33 : غیرِ حاصل کو حاصل کی جگہ میں ظاہِر کرنے کے اسباب تحریر کریں۔

جواب: اِنْ اور اِذَا کے شرط وجزاء میں سے ہر ایک جُملہ فِعْلِیَّہ اِسْتِقْبَالِیَّہ ہو گا اور اِس کی مُخَالَفَت کسی نکتہ وفائِدہ کی وجہ ہی سے کی جائے گی جیسے غیرِ حَاصِل کو حاصِل کی جگہ میں ظاہِر کرنا ① اسباب کے قوی ہونے کی وجہ سے: (جن اسباب کو اس چیز کے حصول کے سلسلے میں اختیار کیا گیا ہے جیسے خریدنے کے اسباب کے موجود ہونے کے وقت کہاجائے اِنِ اشْتَرَيْتُ كَانَ كَذَا، اگر میں خریدتا،تو ایسا ہوتا) ② اس چیز کے واقع کی طرح ہونے کی وجہ سے جو واقع ہونے والی ہے:﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ﴾ (جب اللہ کی مدد آئے گی) ③ نیک فالی کیلئے ④ وقوعِ شرط میں رغبت کے اِظْہار کیلئے جیسے اِنْ ظَفِرْتُ بِحُسْنِ الْعَاقِبَةِ فَهُوَ الْمَرَامُ (اگر میں حسنِ عَاقبت کے ساتھ کامیاب ہوگیا تو یہی مقصود ہے) ⑤ تعریض کیلئے جیسے﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ (اگر تونے شرک کیا توضرور تیرا ہر عمل برباد ہوجائے گا)

سوال34: تعریض کی تعریف کریں۔

جواب: فعل کو کسی کی طرف منسوب کیا جائے اور مراد اس کا غیر ہو۔

سوال35: تعریض کے حُسن کی وجہ تحریر کریں۔

جواب: تعریض کے حسین ہونے کی وجہ متکلم کا مخاطبین کو کو ایسے طریقے پر حق سنانا ہے جو طریقہ ان کے غصے کو نہ بڑھائے اور وہ طریقہ، باطل کی طرف ان کی نسبت کی صراحت کا ترک ہے اور جو طریقہ، حق کے قبول کرنے پر مددگار ہوگا کیونکہ اس طریقے کو خلوصِ نصیحت میں زیادہ دخل ہے اس طور پر کہ متکلم ان کیلئے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

سوال36:(وَلَوْ لِلشَّرْطِ) ای: لِتَعْلِيْقِ حُصُوْلِ مَضْمُوْنِ الْجَزَاءِ بِحُصُوْلِ مَضْمُوْنِ الشَّرْطِ فَرْضًا(فِی الْمَاضِیْ مَعَ الْقَطْعِ بِاِنْتِفَاءِ الشَّرْطِ) فَيَلْزَمُ اِنْتِفَاءُ الْجَزَاءِ كَمَا تَقُوْلُ: لَوْ جِئْتَنِیْ لَاَ كْرَمْتُكَ عبارت کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: (اور کلمۂ لَوْ شرط کیلئے ہے) یعنی مضمونِ جزا کے حصول کو مضمونِ شرط کے حصول پر معلق کرنے کیلئے ہے اس حال میں کہ مضمونِ شرط کا حصول، (شرط کے انتفاء کے قطعی ہونے کے ساتھ زمانۂ ماضی میں) فرض کیا گیا ہے، پس جزاء کا انتفاء لازم آئے گا جیسے تو کہے لَوْ جِئْتَنِیْ لَاَ كْرَمْتُكَ (اگر تو میرے پاس آتا تو میں تیرا اکرام کرتا؛ تو چونکہ تو میرے پاس آیا نہیں اس لئے میں نے تیرا اکرام کیا نہیں)

سوال37: جمہور کے نزدیک کلمۂ لَوْ کس لئے آتا ہے ؟

جواب: جمہور کے نزدیک کلمۂ لَوْ شرط کے امتناع (نہ ہونے) کی وجہ سے جزاء کے امتناع کیلئے آتاہے۔

سوال38: ابنِ حاجب کے نزدیک کلمۂ لَوْ کس لئے آتا ہے ؟

جواب: ابنِ حاجب کے نزدیک کلمۂ لَوْ امتناعِ جزاء کی وجہ سے امتناعِ شرط کیلئے آتا ہے جیسے اللہ تعالٰی کا فرمان: لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور آسمان و زمین تباہ ہوجاتے) اس لئے لایا گیا ہے تاکہ امتناعِ فساد سے تعدّدِ آلِهه کے امتناع پر استدلال کیا جائے۔

سوال39: ابن حاجب نے جمہور پر کیا اعتراض کیا ہے؟

جواب: ابن حاجب نے اعتراض کیا ہے کہ اوّل (شرط) سبب اور ثانی (جزاء) مسبب ہے اور سبب (شرط) کا منفی ہونا مسبب (جزاء) کے منفی ہونے پر دلالت نہیں کرتا اس لئے کہ شئے کے اسباب متعدد ہوسکتے ہیں بلکہ معاملہ برعکس ہے کیونکہ مسبب کا انتفاء اس کے تمام اسباب کے منفی ہونے پر دلالت کرتا ہے، پس کلمۂ لَوْ امتناعِ جزاء کی وجہ سے امتناعِ شرط کیلئے آتا ہے۔

سوال40: انتفاءِ مسبب کس پر دلالت کرتا ہے؟

جواب: انتفاءِ مسبب تمام اسباب کے انتفاء پر دلالت کرتا ہے۔

سوال41: انتفاءِ لازم کس چیز کو واجب کرتا ہے؟ جواب: انتفاءِ لازم، انتفاءِ ملزوم کو واجب کرتا ہے۔

سوال42: علامہ تفتازانی نے ابنِ حاجب کے اعتراض کا کیا جواب دیا ہے؟

جواب: جمہور کے قول کلمۂ لَوْ اول کے امتناع (نہ ہونے) کی وجہ سے ثانی کے امتناع کیلئے آتاہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ کلمۂ لَوْ اس بات پر دلالت کرنے کیلئے ہے کہ خارج میں ثانی کا منفی ہونا وہ اول کے منفی ہونے کی وجہ سے ہے پس وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ (اور اگر وہ چاہتا تو تم کو ہدایت دیدیتا) کے معنی یہ ہیں کہ ہدایت کا منفی ہونا وہ مشیئت کے منفی ہونے کی وجہ سے ہے۔ یعنی کلمۂ لَوْ اس بات پر دلالت کرنے کیلئے ہے کہ خارج میں مضمونِ جزاء کے منفی ہونے کی علت مضمونِ

شرط کا منفی ہونا ہے اس بات کی طرف توجہ کئے بغیر کہ انتفاءِ جزاء کے علم کی علت کیا ہے۔

سوال43: علامہ تفتازانی نے مقولہ لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ کیوں ذکر کیا ؟

جواب: علامہ تفتازانی نے جمہور کے قول (لَوْ کے امتناع شرط کی وجہ سے امتناع جزاء کیلئے ہونے) پر عربوں کے قول سے نظیر پیش کی ہے کہ لَوْلَا اول کے وجود کی وجہ سے ثانی کے امتناع کیلئے آتاہے جیسے لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ مراد یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدمِ ہلاک کا سبب ہے یہ مراد نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وجود اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال نہیں ہوا۔

سوال44: کلمہِ لَوْ کے بارے میں جمہور اور مناطقہ کے بنیادی اختلاف کی وضاحت کریں۔

جواب: جمہور کے نزدیک لَوْ ترتیبِ خارجی کیلئے ہے (یعنی شرط و جزا میں سے ہر ایک کا انتفاء معلوم ہو لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ خارج میں جزاء کے منفی ہونے کی علت کیا ہے تو اس وقت لَوْ یہ بتلانے کیلئے لایا جاتا ہے کہ خارج میں ثانی کے انتفاء کی علت اول کا انتفاء ہے) جیسے وَلَوْ طَارَ ذُوْ حَافِرٍ قَبْلَهَا لَطَارَتْ وَلٰكِنَّهٗ لَمْ يَطِرْ. (اگر اس سے پہلے ذُوْ حافِر (کُھر والا، گھوڑا) اڑتا تو یہ (گھوڑی) بھی اُڑتی لیکن کوئی گھوڑا اُڑا نہیں یعنی اس گھوڑی کے نہ اڑنے کی علت خارج میں اس سے پہلے گھوڑوں کا نہ اُڑنا ہے) جبکہ مناطقہ کے نزدیک کلمہِ اِنْ اور لَوْ ادواتِ لزوم ہیں اور نتائج کا علم حاصل کرنے کیلئے قیاسیات میں استعمال ہوتے ہیں، لہٰذا لَوْ استدلال عقلی کیلئے ہے (یعنی جزاء کا انتفاء معلوم ہو لیکن شرط کا انتفاء معلوم نہ ہو تو لَوْ لایا جاتا ہے تاکہ معلوم سے مجہول پر استدلال کیا جائے جیسے لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا)

سوال45: وَلَوْ دَامَتِ الدُّوْلَاتُ كَانُوْا كَغَيْرِهِمْ رِعَايَا وَلٰكِنْ مَا لَهُنَّ دَوَامُ. شعر کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: اگر سلطنتیں ہمیشہ رہتیں تو موجودہ سلاطین اوروں کی طرح رعایا ہوتے مگر ان کیلئے دوام نہیں۔

سوال46: کلمہِ لَوْ کے دونوں جملے کیسے ہوتے ہیں؟

جواب: جب لَوْ زمانہِ ماضی میں شرط کیلئے ہے تو اس کے دونوں جملوں میں عدمِ ثبوت اور ماضی ہونا لازم ہے کیونکہ ثبوت تعلیق کے منافی ہے اور استقبال ماضی کے منافی ہے۔

سوال47: کلمہِ لَوْ کے استعمال میں مبرد کا مذہب کیا ہے؟

جواب: مبرد کا مذہب یہ ہے کہ کلمہِ لَوْ، اِنْ کی طرح مستقبل میں استعمال ہوتا ہے اور وہ اپنی قلت کے ساتھ ثابت ہے جیسے مقولہ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اِنِّيْ اُبَاهِيْ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَوْ بِالسِّقْطِ۔

سوال48 :فَلَا يُعْدَلُ فِيْ جُمْلَتَيْهَا عَنِ الْفِعْلِيَّةِ الْمَاضَوِيَّةِ اِلَّا لِنُكْتَةٍ. عبارت کا ترجمہ کریں، اور نکات بھی تحریر کریں۔

جواب: پس کلمہِ لَوْ کے دونوں جملوں میں فعلیہ ماضویہ سے عدول کسی نکتہ کی وجہ سے ہی کیا جائے گا۔ نکات: کلمہِ لَوْ کا مضارع پر دخول: ① زمانہِ ماضی میں وقتاً فوقتاً استمرارِ فعل کے ارادے سے ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ (اگر بہت سے معاملات میں وہ تمہاری بات مانیں تو تم ضرور مشقت میں پڑ جاؤ گے) ② مضارع کو ماضی کے مرتبے میں اتارنے کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ (اور اگر آپ دیکھیں جب انہیں آگ پر کھڑا کیا جائے گا) یہ اس لئے ہے کہ کلام ایسی ذات سے صادر ہوا ہے جس کے خبر دینے میں غلطی نہیں ہوسکتی۔ ③ صورتِ عجیبہ کے استحضار (ذہن میں حاضر کرنے) کیلئے جو اللہ تعالیٰ کی قدرتِ غالبہ پر دلالت کرتی ہے جیسے وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا (اور اللہ ہی ہے جس نے ہوائیں بھیجیں تو وہ ہوائیں بادل کو ابھارتی ہیں)

سوال49: مسند کونکرہ لانے کی اغراض مع امثلہ بیان کریں ۔

جواب: مسند کو نکرہ لانا ① حصراور عہد کے عدم کا فائدہ دینے کیلئے جیسے زَیْدٌ کَاتِبٌ ② عظمت وشان بیان کرنے کیلئے جیسے﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾

③ تحقیرکیلئے جیسے مَازَیْدٌ شَیْئًا(زید کوئی شئے نہیں ہے)۔

سوال50: مسند کو اضافت یا وصف کے ساتھ خاص کرنے کا فائدہ تحریر کریں۔

جواب: مسند کو اضافت یا وصف کے ساتھ خاص کرنا فائدے کو تام کرنے کیلئے ہے کیونکہ خصوص کی زیادتی فائدے کی تمامیت کو واجب(ثابت) کرتی ہے جیسے زَیْدٌ غُلَامُ رَجُلٍ۔۔زَیْدٌ رَجُلٌ عَالِمٌ۔

سوال51 :تعریفِ مسند کے فوائدبیان کریں ۔

جواب: مُسْنَد کو مَعْرِفہ لانا، تعریف کے طریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ اَمْرِ معلوم (مسندالیہ) پر اِسی کے مِثْل دوسرے اَمْر (مُسْنَد) کے ساتھ سامِع کو حکم کا فائدہ دینے کیلئے یا اِسی طرح لازمِ حکم کافائدہ دینے کیلئے ہوتا ہے۔① حکم یا لازِمِ حکم کافائدہ دینے کیلئے) (زَیْدٌ اَخُوْكَ،زید تیرابھائی ہے،اضافت عَہْدِ خارِجی

عَمْرُوۨ الْمُنْطَلِقُ، عمرو چلنےوالاہے،اس مثال میں الف لام عہدِخارِجی یا الف لام عہدِ جنسی دونوں مراد ہوسکتے ہیں۔

② تعریفِ جنس، (i)حقیقۃً کسی شے پرقصرِ جِنْس کافائدہ دیتی ہے جیسے زَیْدُنِ الْاَمِیْرُ زیدہی امیر ہے،

یا (ii) مُبَالغۃً اس جنس میں اس شئے کے کمال کے سبب قصرِجِنْس کافائدہ دیتی ہے:عَمْرُونِ الشُّجَاعُ عمرو ہی بہادر ہے۔

سوال52 :والضابطۃ فی التقدیم؛ تقدیم کا ضابطہ تحریر کریں۔

جواب:جب کسی شئے کی صفاتِ تعریف میں سے دو صفتیں ہوں اور سامع ان دونوں(صفتوں) میں سے ایک (صفت) کے ساتھ شئے کے اِتّصاف کو جانتا ہو اور دوسری (صفت) کے ساتھ (شئے کے) اتّصاف کو نہ جانتا ہو، پس ان دونوں صفتوں میں سے جو صفت اس حیثیت سے ہو کہ سامع اس (صفت) کے ساتھ ذات کے اتّصاف کو جانتا ہو اور تیرے خیال میں سامع اس بات کا طالب ہو کہ تو اس (صفتِ معلومہ) پر دوسری صفت کا حکم لگائے تو واجب ہے کہ تو اس لفظ کو مقدم کرے جو اس (صفتِ معلومہ) پر دلالت کرنے والا ہے اور (واجب ہے کہ) تو اُسے مبتدا بنائے، اور ان دونوں صفتوں میں سے جو صفت اس حیثیت سے ہو کہ سامع اس (صفت) کے ساتھ ذات کے اتّصاف سے ناواقف ہو اور تیرے خیال میں سامع اس بات کا طالب ہو کہ تو ذات (صفتِ معلومہ) کیلئے دوسری صفت (مجہولہ) کا حکم لگائے تو واجب ہے کہ تو اس لفظ کو مؤخر کرے جو اس (صفتِ مجہولہ) پر دلالت کرنے والا ہے اور (واجب ہے کہ تو) تو اسے خبر بنائے۔جیسا کہ جب سامع بعینہٖ زید کو اور اس کے نام کو جانتا ہو اور بھائی ہونے کے ساتھ اس (زید) کے اتصاف نہ جانتا تو سامع یہ بتانا چاہتا ہو تو تُو کہے گا زَیْدٌ اَخُوْكَ۔ اور اگر سامع یہ جانتا ہو کہ اس کا کوئی بھائی ہے اور اس (بھائی) کو متعین طور پر نہ جانتا ہو اور تو اس کو اس (سامع) کے نزدیک متعین کرنا چاہتا ہو تو تُو کہے گا اَخُوْكَ زَیْدٌ۔

سوال53 :رَاَیْتُ اُسُوْدًا غَابُهَا الرِّمَاحُ مثال کا ترجمہ کریں، نیز بتائیں کہ شارح نے یہ کس بات کی نظیر پیش کی ہے؟

جواب: ترجمہ: میں نے ایسے شیر دیکھے جن کی جھاڑیاں نیزے ہیں۔علامہ تفتازانی نے یہ تقدیم کے ضابطے کی نظیر پیش کی کہ شیر کیلئے جھاڑیوں کا ہونا معلوم ہے لیکن شیر کیلئے نیزوں کا ہونا معلوم نہیں لہٰذا وہ لفظ (غَابُهَا) جو صفتِ معلومہ پر دلالت کرنے والا ہے اُسے مقدم کرنا اور مبتدا بنانا اور وہ لفظ (الرِّمَاحُ) جو صفتِ مجہولہ پر دلالت کرنے والا ہے اُسے مؤخر کرنا اور خبر بنانا واجب ہے۔(شیر سے مراد بہادر مرد ہیں، قرینہ الرِّمَاحُ، یعنی میں نے ایسے بہادر مرد دیکھے جو ہر وقت نیزوں سے

مسلح ہوتے ہیں)

سوال54: کیا معرف بلام الجنس سے ہمیشہ قصر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے ؟

جواب: جی نہیں! بلکہ کبھی معرف بلام الجنس سے قصر کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا جیسے خَنْسَاء کا قول إِذَا قَبُحَ الْبُكَاءُ عَلَى قَتِيلٍ رَأَيْتُ بُكَاءَكَ الْحَسَنَ الْجَمِيْلَا جب کسی مقتول پر رونا برا ہو تو میں تجھ پہ رونے کو اس وقت بھی اچھا خیال کرتی ہوں۔۔اَلْحَسَنَ الْجَمِيْلَا معرف بلام الجنس ہے لیکن شاعرہ نے معرف بلام الجنس کا بُكَاءَكَ پر قصر نہیں کیا، بلکہ اس کا مقصد ان لوگوں کا رد کرنا ہے جن کا خیال یہ ہے کہ دوسرے مقتولین کی طرح صخر پر بھی رونا برا ہے۔

سوال55: مبتدا اور خبر کے بارے میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کیا مؤقف ہے؟

جواب: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسم مبتدا ہونے کے لئے متعین ہے اس لئے کہ اسم ذات پر دلالت کرتا ہے اور صفت خبر ہونے کیلئے متعین ہے اس لئے کہ امر نِسبِی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ مبتدا کے معنی منسوب الیہ کے ہیں اور خبر کے معنی منسوب کے ہیں اور ذات منسوب الیہ ہوتی ہے اور صفت منسوب ہوتی ہے چاہے ہم زَيْدُ ِالْمُنْطَلِقُ کہیں یا اَلْمُنْطَلِقُ زَيْدٌ۔۔ ماتن(صاحب تلخیص المفتاح) نے کہا کہ اس بات کا رد کر دیا گیا اس طرح کی کہ (اَلْمُنْطَلِقُ زَيْدٌ کے)معنی یہ ہیں کہ وہ شخص جس کیلئے صفت (انطلاق) ہے، صاحبِ اسم (زید کے نام والا) ہے یعنی صفت ذات پر دلالت کرنے والی اور مسندالیہ بنایا جاسکتا ہے اور اسم کو امر نِسبِی پر اور مسند پر دلالت کرنے والا بنایا جاسکتا ہے۔

سوال56: مسند کو جملہ لانے کے فوائد تحریر کریں۔

جواب: مسند کو جملہ لانا تقویتِ حکم (جیسے زَيْدٌ قَامَ) اور مسند کے سببی ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے(جیسے زَيْدٌ أَبُوهُ قَائِمٌ)

سوال57:وَظَرْفِيَّتُهَا لِاخْتِصَارِ الْفِعْلِيَّةِ کی وضاحت کریں۔

جواب: مسند کا ظرف ہونا فعلیہ کے اختصار کی وجہ سے ہے اس لئے کہ ظرفیت (یا درست بات کے مطابق ظرف) اصحّ قول کے مطابق فعل کے ساتھ مقدر ہوتی ہے کیونکہ فعل عمل میں اصل ہے۔

سوال58: ﴿لَا فِيْهَا غَوْلٌ﴾ میں مسند کو مقدم جبکہ ﴿لَا رَيْبَ فِيهِ﴾ میں مسند مؤخر کیوں کیا؟

جواب: مسند کو مُقَدَّم کرنا، مُسند کو مُسندالیہ کے ساتھ خاص کرنے کیلئے ہوتا ہے،یعنی مسندالیہ کو مسند پربند کرنے کیلئے ہوتا ہے جیسے لَا فِيْهَا غَوْلٌ (نہ اس میں عقل کی خرابی ہوگی)، برخِلاف دنیا کی شرابوں کے کہ اِن میں عقل کی خرابی ہے،اورچونکہ تَقْدِيم، تَخْصِيص کا فائدہ دیتی ہے، اِسی لیے لَا رَيْبَ فِيْهِ(جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں) میں ظرف کو مقدم نہیں کیا گیا (یعنی لَا فِيْهِ رَيْبٌ نہیں کہا گیا) تا کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی باقی کتابوں میں ثُبُوتِ رَيْب (شک واقع ہونے) کا فائدہ نہ دے اِس بات پر بناء کرتے ہوئے کہ عَدَمِ رَيْب قرآن مجید کے ساتھ خاص ہے۔

سوال59 : لَهُ هِمَمٌ لَا مُنْتَهٰى لِكِبَارِهَا وَهِمَّتُهُ الصُّغْرٰى أَجَلُّ مِنَ الدَّهْرِ۔ترجمہ کریں۔

جواب: ہمارے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کیلئے عظیمُ الشّان ہِمّتیں ہیں جن کی بڑائی کی کوئی حد ہی نہیں ہےاور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی چھوٹی سی ہِمَّت بھی زمانے کی ہمتوں سے بہت بڑی ہے۔

سوال60: مسند کی تقدیم کے فوائد تحریر کریں گے۔

جواب: تقدیمِ مسند ① مسند کو مسندالیہ کے ساتھ خاص کرنے کیلئے ہوتی ہے جیسے تَمِیْمِیٌّ اَنَا۔② اَوّلُ الامر (پہلے پہل، بالکل ابتداء) سے ہی اِس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ مُسند، خبر ہے، صِفت نہیں ہے، جیسے لَہٗ ھِمَمٌ لَامُنْتَھٰی لِکِبَارِھَا وَھِمَّتُہُ الصُّغْرٰی اَجَلُّ مِنَ الدَّھْرِ۔③(تقدیم مسند) نیک فالی کیلئے ہوتی ہے جیسے سَعِدَتْ بِغُرَّۃِ وَجْھِکَ الْاَیَّامُ (زمانہ تیرے چمکدار چہرے سے سعید ہے)۔ ④ مسندالیہ کی طرف شوق دلانے کیلئے ہوتی ہے جیسے ثَلَاثَۃٌ تُشْرِقُ الدُّنْیَا بِبَھْجَتِھَا شَمْسُ الضُّحٰی وَاَبُوْاِسْحَاقَ وَالْقَمَرُ (تین چیزیں ایسی ہیں جن کے حسن کی وجہ سے دنیا روشن ہوتی ہے ہے وہ چاشت کا سورج، ابو اسحاق اور چاند ہیں)

* احوال متعلقات فعل *

سوال61 :فعل متعدی کو لازم کی جگہ اتارنے کی اقسام بیان کریں۔

جواب: وہ فعلِ مُتَعَدِّی جِس کو لازِم کے مَرتبے میں اتار کرمفعول بِہٖ ذِکر نہ کیاجائے اُس کی دو اقسام ہیں، فِعل کو بغیر کسی قید کے (یعنی عموم و خصوص کا اِعتبار کیے بغیر) یا تو(i) اُس فِعل سے کِنایہ کیاجائے جو ایسے مخصوص مفعول سے مُتَعَلّق ہوتا ہے جِس پر کوئی قرینہ دلالت کرتا ہو، جیسے شَجْوُ حُسَّادِہٖ وَغَیْظُ عِدَاہُ* اَنْ یَّرٰی مُبْصِرٌ وَیَسْمَعَ وَاعٍ۔ اُس کے حاسِدوں کا غم اور اُس کے دشمنوں کا غصہ یہ ہے کہ دیکھنے والا دیکھتا ہے اور سُننے والا سُنتا ہے۔ یَرٰی اور یَسْمَعَ فِعل مُتَعَدِّی کو لازِم کے مرتبے میں اُتارا گیا (صاحبِ رُؤیَت اور صاحبِ سَمع موجود ہوتا ہے پس وہ اپنی آنکھوں سے اُس کے مَحَاسِن کو دیکھتا ہے اور اپنے کانوں سے اُس کے محاسن کو سنتا ہے جو اس کے منصبِ اِمامت و خِلافت کے مستحق ہونے پر دلالت کرتے ہیں)۔ یا (ii) کِنایہ نہ کیاجائے جیسے قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ تم فرماؤ: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ یَعْلَمُوْنَ. فعلِ مُتَعَدِّی کو لازِم کے مرتبے میں اُتارا گیا اور اِس کا مفعول الدِّیْنَ تھا اس کو مُقَدَّر بھی نہیں مانا گیا اور نہ ہی مطلق علم کو اس علم سے کنایہ قرار دیا گیا جو قرینہ کے واسطے سے مفعول مخصوص الدِّیْنَ کے ساتھ متعلق ہو۔

سوال62 : مفعول کو حذف کرنے کی اغراض مع امثلہ بیان کریں ۔

جواب: مفعول کو حذف کرنے کی اغراض:① اِبہام کے بعد بیان کیلئے، جیسے ﴿فَلَوْ شَآءَ لَھَدٰىكُمْ اَجْمَعِیْنَ﴾ (فعلِ مَشِیَّت کے مفعول کو حذف کر دیتے ہیں، جبکہ فعل کا تعلق عجیب و غریب مفعول سے نہ ہو)۔② اِبْتِداءً غیرِ مُراد کے اِرادے کے وَہم کو دُور کرنے کیلئے جیسے وَکَمْ ذُدْتَ عَنِّیْ مِنْ تَحَامُلِ حَادِثٍ وَسَوْرَۃِ اَیَّامٍ حَزَزْنَ اِلَی الْعَظْمِ۔③ مفعولِ بِہٖ کو دوسری مرتبہ اِس طریقہ پر ذکر کرنے کا ارادہ کیا گیا ہو جو مفعول کے صریح لفظ پر وقوعِ فعل کو مُتَضَمِّن ہو مفعولِ بِہٖ پر وقوعِ فِعل کے ساتھ کمالِ تَوَجّہ کو ظاہر کرنے کیلئے جیسے قَدْ طَلَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ لَکَ فِی السُّوْ * دَدِ وَالْمَجْدِ وَالْمَکَارِمِ مِثْلًا۔ ④ اِختِصار کے ساتھ مفعول میں تَعمِیم کیلئے جیسے ﴿وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ﴾۔⑤ صرف اِختِصار کیلئے جیسے ﴿رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ﴾۔⑥ فاصِلہ کی رِعایت کیلئے (یعنی آخیر ایک جیسا کرنے کیلئے) جیسے ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی﴾۔⑦ ذِکرِ مفعول کو نامُناسِب سمجھنے کی وجہ سے جیسے ((مَارَاَیْتُ مِنْہُ وَلَا رَاٰی مِنِّیْ)). اَیْ: العَوْرَۃَ۔

سوال63: وَلَوْشِئْتُ اَنْ اَبْکِیَ دَمًا لَبَکَیْتُہٗ۔ ماتِن نے شعر کا یہ مصرعہ کِس بات کو بیان کرنے کیلئے ذکر کیا ہے؟

جواب: اگر فعلِ مَشِیَّت کا تَعَلُّق مفعول کے ساتھ نادر ہو تو مفعول کو حذف نہیں کریں گے جیسے وَلَوْشِئْتُ اَنْ اَبْکِیَ دَمًا لَبَکَیْتُہٗ.(اگر میں اُس پر خون کے آنسو رونا چاہوں تو رو سکتا ہوں) کیونکہ خون کے آنسو کے ساتھ فِعلِ مَشِیَّت کا تَعَلُّق نادِر ہے۔ اِسی لئے اَنْ اَبْکِیَ کے مفعول دَمًا کو ذکر کیا گیا ہے۔

سوال64 :قصر کی تعریف کریں۔

جواب: قَصْر کا لغوی معنی روکنا ہے اور اصطلاح میں ایک شے کو دوسری شے کے ساتھ مخصوص طریقے سے خاص کرنا قصر کہلاتا ہے۔

سوال65 :القصر حقیقی وغیر حقیقی وکلّ منھما نوعان قصر الموصوف علی الصفۃ وقصر الصفۃ علی الموصوف۔ ترجمہ وتشریح کریں، نیز بتائیں کہ ما زید الا کاتب میں کونسا

قصر ہے؟

جواب:ترجمہ: قصر، حقیقی اور غیرِ حقیقی ہے اور اِن دونوں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ① قَصْرُالْمَوْصُوْف عَلَی الصِّفَة اور ② قَصْرُالصِّفَة عَلَی الْمَوْصُوْف۔

①قَصْرُالْمَوْصُوْف عَلَی الصِّفَة: مَوصوف اِس صفت سے دوسری صفت کی طرف تجَاوُز نہ کرے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ یہ صرف دوسرے موصوف کیلئے بھی ہو، جیسے مازیدالا کاتب (زید سوائے کاتب کے کچھ نہیں ہے)۔۔ قَصْرُالْمَوْصُوْف عَلَی الصِّفَة حقیقی نہیں پائی جاتی۔ ② قَصْرُالصِّفَة عَلَی الْمَوْصُوْف:صفت اِس مَوصوف سے دوسرے مَوصوف کی طرف تجَاوُز نہ کرے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ اِس موصوف کیلئے دوسری صفات بھی ہوں، جیسے مَافِی الدَّارِاِلَّا زَیْدٌ۔(یہاں صفتِ معنوی مراد ہے یعنی وہ معنی جو غیر کے ساتھ قائم ہے،صفت نحوی مراد نہیں ہے)۔ مَازَیْدٌ اِلَّا کَاتِبٌ میں قَصْرُالْمَوْصُوْف عَلَی الصِّفَة ہے۔

سوال66:کثیر الانتخابی تمام سوالات کے جوابات دیجئے۔MCQs۔

1؛ الرحل هو المنزل و----   (۱) المحل (۲) المأب (۳) المأوی (۴) المسکن

2؛ لفظی یا تقدیری طور پر --- کے گزرنے سے پہلے اِنَّ کے اسم کے محل پر عطف کرنا ممتنع ہے   (۱) فعل (۲) فاعل (۳) مبتدا (۴) خبر

3؛ هذا بابُ إنَّ مَالًا وَإنَّ وَلَدًا، یہ---کی کتاب کا باب ہے (۱) سکاکی (۲) جرجانی (۳) سیبویہ (۴) ابن مالک

4؛ حذف کیلئے ایسے قرینے کا ہونا ضروری ہے جو اس (محذوف) پر دلالت کرے تاکہ اس سے --- سمجھا جاسکے

(۱) مطلوب (۲) مقصود (۳) معنی (۴) مفہوم

5؛ طوائح---کی جمع ہے (۱) مَطَاحٌ (۲) مِطْوَاحٌ (۳) مُطِيحَة (۴) طَائحٌ

6؛ وفضله علی خلافه میں مبنی للفاعل پر مبنی للمفعول کی---- فضیلتیں بیان ہوئی (۱) دو (۲) تین (۳) چار (۴) پانچ

7؛ لأنّ المسند إلی المفعول لا بدّ له من فاعل--- أقيم المفعول مقامه (۱) مذکور (۲) محذوف (۳) مقدر (۴) مخفی

8؛ اگر مسند سببی ہو یا مفیدِ تقوی ہو تو وہ قطعی طور پر ----ہوگا (۱) جملہ فعلیہ (۲) جملہ اسمیہ (۳) جملہ (۴) اسم

9؛ سببی اور فعلی---کی اصطلاحات ہیں (۱) سکاکی (۲) عسقلانی (۳) جرجانی (۴) ابنِ حاجب

10؛ ممکن ہے کہ ---- کی تفسیر ایسے جملے سے کی جائے جو مبتدا پر ایسے عائد کے ذریعے معلق ہو جو عائد اس جملے میں مندالیہ نہ ہو

(۱) وصف فعلی (۲) وصف سببی (۳) مسند فعلی (۴) مسند سببی

11؛ وأمّا تقييد الفعل بمفعول ونحوه فلِ----الفائدة (۱) تکثیر (۲) تقلیل (۳) تربية (۴) زیادة

(محمد زاہد مسعود عفی عنہ دنیاپور)